سوال

(8) یتیمہ لڑکی کے نکاح پر چچا کا ولی بننا

جواب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندی ایک لڑکی ہے جس کی عمر تخمیناً تیرہ برس کی ہوگی۔ اس کے باپ ماں انتقال کرگئے اس کے دادا بھی نہیں ہیں اب اس لڑکی یتیمہ کا نکاح اس کی اجازت سے اس کے چچا نےاپنے دوسرے بھائی کے لڑکے کے ساتھ کردیا اوراس کے دوسرے چچا اور گھر کے سب لوگ راضی تھے صرف اس لڑکی کے نانا راضی نہیں ہیں پس یہ نکاح موافق شریعہ محمدیہ کے درست اورجائز ہوایا نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

سبحنک لاعلم لنا الاما علمتنا انک انت العلیم الحکیم بصورت صدق سوال اس ہندہ یتیمہ کا اس عمر میں فی الحقیقت بالغہ کا ہونا تصور کیا جاسکتا ہے اور اگر فی الحقیقت بالغہ نہیں ہے تو بھی شرعاً حکم بالغہ اس پر صادق آتا ہے اوراس کی اجازت سے اس کے چچا ولی اقرب نے جو شادی کردی یہ شادی موافق شریعت محمدیہ علی صاح بہا الصلوۃ والتحیۃ کے درست معلوم ہوتی ہے۔ قال الاحمد واسحاق اذا بلغت الیتیمۃ تسع سنن فزوجت فرضعت فالنکاح جائز ولاخیار لہ االذا ادرکت۔ (ای بلغت از مؤلف) واحتجا بحدیث عائشۃان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی بہا وہی بنت تسع سنین وقد قالت عائشۃ اذا بلغت الجاریۃ تسع سنین فہی امراۃ ہکذافی عون المعبود شرح سنن ابی داود لشیخنا العلامۃ الفہامۃ ابی الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادي دام فیضہ

اس عبارت بالاسے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر یتیمہ نابالغہ کا نکاح اس کے عدم رضا سے کردیا جائے بعدازاں وہ یتیمیہ راضی ہوجائے تو وہ بھی نکاح جائز ہے چہ جائیکہ اس سوال میں اس ہندو یتیمہ کی رضامندی اوراجازت قبل عقد نکاح کے ثابت ہے پائی جاتی ہے اورولی مذکور کے ماسوا دیگر اولیا کا موجود ہونا اوراس پر راضی رہنا یہ بات بھی ثابت ہے۔ اور حکم بالغہ کا س ہندہ پر جاری ہے۔ اوراغلب گمان یہ کہ حقیقت میں یہ ہندہ بالغہ ہے، پس باوجود ان وجوہات کے یہ نکاح کیوں کر درست نہ ہو، باقی رہی یہ بات کہ اس لڑکی کے نانا اورنانی راضی نہیں ہیں توان کے عدم رضا سے یہ نکاح نادرست نہیں ہوسکتا ہے۔ اولاجمہور علام ء کے نزدیک ذوی الارحام ولی نہیں ہے۔ اورنانا ذوی الارحام میں شامل ہے اورنانی اگرچہ زوی الارحام میں شامل نہیں ہے تاہم یہ عصبہ (یعنی ولی بھی نہیں ہے از مؤلف) بھی نہیں ہے۔ چنانچہ بلوغ المرام میں ہے: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتزوج المرآۃ المراۃ ولاتزوج المراۃ نفسہا رواہ ابن ماجہ والدار قطنی ورجالہ ثقات۔ اوراس کی شرح سبل السلام میں ہے۔ فیہ دلیل علی ان امراۃ لیس لہا ولایۃ فی لانکاح لنفسہا ولالغیرہاّ پس ان وجہوں سے ان دونوں کے عدم رضا کا اثر اس نکاح پر نہیں پڑسکتا ہے۔ اورجن علماء کے نزدیک عصبات کے ماسوا ذوی الفرائض وذوی الارحام بھی ولی ہوسکتے ہیں توان کے نزدیک بھی عصبات مقدم ہیں ذوی الارحام وغیرہ پر اورنانی توکسی حال میں ولی نہیں ہوسکتی ہے۔ کمامر الآن قال علی القاري الحنفی: الولی ہو العصبۃ علی ترتیبہم بشرط حریۃ وتکلیف ثم الام ثم ذوالرحم الاقرب ثم مولی المولات ثم القاض ہکذافی عون المعبودّ

اس قول میں لفظ "ثم الام" کا اس سے ماں کا ولی ہونا بعد عصبات کے ثابت ہوتا ہے لیکن مسئول عنہما میں ماں کا عدم ہونا ثابت ہے ۔ اس کے ماسوا اگر ماں زندہ بھی ہوتی ہے تو بھی ولی نہیں ہوسکتی تھی حدیث شریف کی رو سے : اذ آجاء نہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطل نہر معقل۔ خلاصہ ان سب عبارتوں کا یہ ہے کہ اس ہندہ کے چچا نے ہندہ کی جو شادی موافق شریعت محمدیہ علی صاجبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے درست ہوئی اور نانا نانی کے غیر رضا سے یہ شادی نہیں ہوسکتی ہے ۔ ہذا عندي وفوق كل ذي علم عليم۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ العبد المستکین محمد عین الدین غفرلہ اللہ المتین الی یوم الدین متیابرجی الکلکتاوي۔ من المدرسة الاسلامیہ الواقعہ فی جہال گنج من مضافات بگوڑا ۔ مورخہ 24 جمادی الاخری 1326ھ

نکاح مذکور موافق شریعت محمدیہ جائز و درست ہے واللہ اعلم

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی]

ص113

محدث فتویٰ